سوال

جب عورت اپنے خاوند کے ساتھ رہنے میں راحت نہ پائے نہ تو اسے پسند کرتی ہو اور نہ ہی اس کے ساتھ زندگی بسر کرنے میں سعادت محسوس کرے تو عورت کو کیا کرنا چاہیے، کیا اس کے لیے اس سے طلاق طلب کرنا واجب ہو جاتا ہے یا کیا کرنا ضروری ہو گا؟

جواب

ہر قسم کی حمد اللہ تعالی کے لیے، اور درود و سلام ہوں اللہ کے رسول پر، بعد ازاں:

اللہ سبحانہ و تعالی نے تو شادی کو سکون و راحت اور مودت و محبت کا سبب بنایا ہے، اور اللہ سبحانہ و تعالی نے اپنے بندوں پر اسے بطور احسان ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

اور اس کی نشانیوں

اور اس کی نشانیوں میں یہ بھی شامل ہے کہ اس نے تمہاری ہی جنس سے تمہاری بیویاں پیدا کیں تا کہ تم ان کے ساتھ راحت و سکون پاؤ، اور اس نے تمہارے درمیان محبت و مودت پیدا کر دی، یقینا اس میں غور و فکر کرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں الروم (21).

اس لیے اگر خاوند اور بیوی کے مابین موافقت نہ ہو سکے اور عورت کو خاوند کے ساتھ رہتے ہوئے سعادت و خوشی حاصل نہ کر سکے اور اسے راحت نہ ہوتی ہو تو اسے اس کے اسباب تلاش کر کے اس کا علاج کرنا چاہیے کیونکہ ہو سکتا ہے عورت کی اپنی طرف سے کوتاہی ہو، اور ہو سکتا ہے اس کا علاج بھی ممکن ہو

اور جب خاوند اور بیوی دونوں بات چیت کے ذریعہ اس کا حل تلاش کرنے کی کوشش کریں تو یہ زیادہ بہتر ہے اور حل کے زیادہ قریب ہے

صرف خاوند اور بیوی کے مابین جھگڑا ہونے کی بنا پر ہی بیوی کے لیے طلاق طلب کرنے کا حق نہیں، یا پھر یہ نہیں کہہ سکتی کہ جسے وہ خاوند سے بہتر سمجھتی ہو سے شادی کا مطالبہ کرنے لگے، کیونکہ اصل میں طلاق کا مطالبہ کرنا حرام ہے اس کی دلیل درج ذیل حدیث ہے:

ثوبان رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس عورت نے بھی بغیر کسی ضرورت و تنگی کے اپنے خاوند سے طلاق طلب کی اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے"

سنن ابو داود حدیث نمبر (2226) سنن ترمذی حدیث نمبر (1187) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (2055) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابو داود میں اسے صحیح قرار دیا ہے

الباس: کا معنی شدت و تنگی اور ایسا سبب جس کی بنا پر طلاق طلب کی جا سکتی ہو

لیکن اگر بیوی خاوند کو شکل کی بنا پر ناپسند کرتی ہو یا پھر سوء معاشرت یعنی برا سلوک کرنے کی وجہ سے اور خاوند کے ساتھ رہنے کی سکت نہ رکھتی ہو تو اس کے لیے اس صورت میں طلاق طلب کرنا جائز ہے، کیونکہ اس حالت میں خاوند کے ساتھ رہنے میں کوئی مصلحت نہیں، اور ہو سکتا ہے اس وجہ سے وہ خاوند کے حق میں کوتاہی کی مرتکب ہو کر گنہگار ہو جائے

صحیح بخاری میں ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ ثابت بن قیس رضی اللہ تعالی عنہ کی بیوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کرنے لگی:

"اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ثابت بن قیس کے نہ تو اخلاق میں کوئی عیب لگاتی ہوں، اور نہ ہی اس کے دین، لیکن میں اسلام میں ناشکری اور کفر کو پسند نہیں کرتی

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کیا تم اسے اس کا باغ واپس کرتی ہو؟

وہ کہنے لگی: جی ہاں میں واپس کرتی ہوں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: باغ قبول کرلو اور اسے ایک طلاق دے دو"

صحیح بخاری حدیث نمبر (4867).

ثابت بن قیس کی بیوی کا یہ کہنا:

"لیکن میں اسلام میں کفر و ناشکری کو ناپسند کرتی ہوں"

یعنی میں یہ پسند نہیں کرتی کہ کوئی ایسا عمل کر بیٹھوں جو اسلامی احکام کے منافی ہو یعنی خاوند کی نافرمانی ہو جائے، یا پھر خاوند سے بغض رکھوں یا اس کے حقوق کی ادائیگی نہ کر سکوں

دیکھیں: فتح الباری (400/9).

تو یہ عورت یعنی ثابت بن قیس کی بیوی کو خدشہ تھا کہ وہ اپنے خاوند کو ناپسند کرنے کی بنا پر خاوند کے ساتھ رہے گی تو ہو سکتا ہے وہ اس کے حقوق میں کمی و کوتاہی کی مرتکب ہو جائے، اور اس طرح نافرمانی کی مرتکب ہو کر گنہگار نہ ٹھرے، اس لیے اس نے ازدواجی تعلقات ختم کرنے کا مطالبہ کیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی موافقت کی

ازدواجی تعلقات خاوند کی جانب سے طلاق کی صورت میں بھی ختم ہو سکتے ہیں، یا پھر خلع کے ساتھ، یعنی عورت اپنے سارے مہر یا اپنے بعض حقوق سے دستبردار ہو جائے یعنی جس طرح خاوند اور بیوی کا اتفاق ہو جائے تو پھر خاوند اسے ایک طلاق دے دے

اللہ سبحانہ وتعالی سے دعا ہے کہ وہ سب مسلمانوں کے حالات کی اصلاح فرمائے

واللہ اعلم.

الاسلام سوال وجواب

101423